رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸)

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... سے
سہ ماہی ....

قیمت فی پرچہ (۲/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی ....
سہ ماہی ....

قیمت پرانا پرچہ (۲/)

جلد (۳) | ۲۳ تیر سنہ ۱۳۵۲ف | ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۲ھ | ۲۹ مئی سنہ ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۷)

حیدرآباد کے سیاسی و معاشی حقوق کا تحفظ

محکمہ امور دستوری کی سرگرمیاں

(ماخوذ از رپورٹ نظم و نسق سنہ ۱۳۵۱ف)

محکمہ امور دستوری کا قیام سنہ ۱۳۵۰ف میں ان مسائل پر غور کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا جو حکومت ہند کے دستوری تغیرات سے پیدا ہوسکتے تھے اس کے ساتھ ساتھ خود حیدرآباد کے لئے دستوری اصلاحات کی اسکیموں کی ترتیب اور تنقیح کا کام بھی اس کے سپرد کیا گیا۔ یہ محکمہ دو شعبوں پر مشتمل ہے۔

خارجی اور داخلی

خارجی شعبہ حکومت ہند، صوبہ داری حکومتوں ریاستوں ایوان روسا اور ہندوستان و بیرون ہند کے اداروں کی ایسی دستوری، قانونی اور عاملانہ کارروائیوں کا مطالعہ کرتا ہے جو حیدرآباد کے مفاد پر بالواسطہ یا راست اثر انداز ہوتی ہیں۔

داخلی شعبہ ممالک محروسہ کے دستوری اور انتظامی اصلاحات کے مسائل پر رائے عامہ کی روشنی میں غور کرتا ہے۔

رپورٹ نظم و نسق بابتہ سنہ ۱۳۵۱ف کے اقتباسات سے اس محکمہ کی سرگرمیوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

امور خارجیہ

خارجی تعلقات کی حد تک محکمہ ہذا کی جانب سے سال زیر رپورٹ میں جن کارروائیوں کی تحریک کی گئی یا تکمیل عمل میں لائی گئی ان میں اہم امور کے حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱) حکومت ہند کے ایسے قوانین کی نسبت جن سے کل ہند مفاد کے معاملات متاثر ہوتے ہوں رسمی یا غیر رسمی طور پر اس ریاست کی رائے حاصل کرنے کا انتظام کیا جائے۔

(۲) برطانوی ہند کی قانون سازی کا اثر برطانوی رعایا پر راست اطلاق نہیں ہوسکتا جو ہندوستانی ریاستوں میں مقیم ہوں۔

(۳) یہ تجویز کہ قانون حکومت ہند سنہ ۱۹۳۵ء میں جس رو سے معتمد ([illegible]) اور خصوصی عدالت ([illegible]) کے قیام کی گنجائش فراہم کی گئی ہے اس کے ساتھ ایک مرافعہ ([illegible]) اور ایک خصوصی عدالت مرافعہ قائم کرنے کے امکانات معلوم کئے جائیں۔

(۴) فراہمی رسد جنگ کی صوبہ داری مشاورتی مجلس میں اس ریاست کی نمائندگی۔

(۵) قومی دفاعی مجلس میں اس ریاست کی نمائندگی

(۶) قانون جمعیت اقوام کی نمائندہ تاج کا تعلق اس ریاست کے فوجداری اختیار سماعت سے کیا ہے۔

(۷) ریاستی رقوم کا اس حصہ کی آمدنی پر قانون محصول تجارت کا اطلاق جو برطانوی ہند کے علاقے میں واقع ہے نیز اس قانون کی ترمیم کی ضرورت اس حیثیت کے مد نظر کہ حکومت سرکار عالی ان ہندوستانی ریلوں کی آمدنی پر جو ان ریاستی علاقوں میں سے گذرتی ہیں اس قسم کا کوئی محصول عائد نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں باہم دگر تبادل عمل کی بھی ضرورت ہے۔

(۸) علاقہ سرکار عالی میں ہندوستانی ریاستی فوجوں کے مقیم کئے جانے کی صورت عائد ہونے والے اخراجات کا مسئلہ ان خصوصی فوجی معاہدوں کی روشنی میں جن سے یہ ریاست متمتع ہوتی ہے نیز ان واجبات کی روشنی میں جو ہندوستانی ریاستی فوجوں کی اسکیم کے تحت قبول کی گئی ہیں

(۹) حکومت ہند کے قانون محصول آمدنی کی ترمیمات اس نقطہ نظر سے کہ برطانوی ہند کے بنکوں میں حکومت سرکار عالی کے محفوظ سرمایہ پر یا ان سرمایوں پر اس کے اطلاق کی نوعیت کیا ہوگی۔

(۱۰) قانون اراضی ریلوے ہند سنہ ۱۹۴۲ء کی تنقیح۔ اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ ان ریاستوں کی فوجی اور کوالی جمعیتوں کی حفاظت کی جائے جو انڈین اسٹیٹس فورسس اسکیم میں حصہ ہیں۔

(۱۱) قانون انسداد خطرات سنہ ۱۹۴۲ء کی اس ریاست کی ضروریات کے نقطہ نظر سے تنقیح۔

(۱۲) ان یورپ نژاد برطانوی رعایا یا امریکی رعایا کی تحقیقات عمل میں لانے کی نسبت جن پر تعزیری جرائم کے ارتکاب کا الزام ہو، نظر ثانی۔ عدالت العالیہ سرکار عالی کے ایک خاص مقدمہ اور برطانوی ہند کے عدالتی ضابطوں سرکار عالی کے تحت خصوصی کارروائی کی نظر ثانی۔

(۱۳) خریدے ریلوے کے اقرار نامے کی تنقیح ڈاک اور متاثل سروسیوں کے بالاصالۃ عمل دخل کے موجودہ عمل درآمد کو محفوظ رکھتے ہوئے۔

(۱۴) ان جنرل سروسیس کی ترمیم جو حکومت ہند کے ضابطہ ریلوائی کے تحت جاری کئے جاتے ہیں تاکہ بعض سینٹ صورتوں ہی میں حکومت سرکار عالی کی رعایت

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۲۳ امرداد ۱۳۵۲ف | نمبر (۷)

ہماری پبلک زندگی کا دورِ طفولیت کب ختم ہوگا؟

آج کی اشاعت کے صفحۂ اوّل پر ہم نے ایک مضمون شائع کیا ہے جو رپورٹ نظم و نسق بابت ۱۳۵۱ف پر مبنی ہے جس کے مطالعہ سے محکمہ اُمور دستوری کی افادیت اور اہمیت کا ایک ہلکا سا خاکہ قارئین کے سامنے آسکتا ہے۔ ہمیں محکمہ اُمور دستوری کی مجبوریوں اور چند شعبوں سے پوری طرح اعتراف ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس شکایت کے اظہار میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ محکمہ مذکور رائے عامہ کو اپنے اعتماد میں نہیں لیتا۔ صحیح اصول پر رائے عامہ کی تربیت بھی حکومت کے فرائض میں داخل ہے۔ سررشتہ معلومات عامہ ان فرائض کی انجام دہی کا ذریعہ قرار پاسکتا ہے لیکن حکومت نے رائے عامہ کی صحیح رہنمائی کے لئے کوئی ایسا مواد پیش نہیں کیا جس کے مطالعہ سے خدمت ملک کا جذبہ رکھنے والے شہریوں کو یہ معلوم ہوسکے کہ حیدرآباد کے مسائل کیا ہیں اور حیدرآباد کے سیاسی و معاشی حقوق کی حفاظت یا ان کا حصول کن مسائل کے حل میں مضمر ہے اور اس مقصد کی تکمیل میں رائے عامہ کیا حصہ لے سکتی ہے؟ اگر کوئی شخص حیدرآباد کے مسائل کا مطالعہ کرنے کے لئے دفاتر

اخبارات اور قائدین کی تقاریر اور بیانات پر اکتفا کرے تو اس کو قیامت تک اس کا تجربہ ہوسکے گا کہ حیدرآباد کو کونسے سیاسی یا معاشی امراض لاحق ہیں اور ان کا ازالہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اگر ہندو اخبارات ایک مقررہ راگ الاپتے ہیں تو مسلم اخبارات بھی ان کی تقلید میں ایک دوسرا راگ الاپتے ہیں جو حقیقتہً مزاحمت کی ایک کیفیت پیدا کردیتا ہے اور اس تعفن میں اصل مسائل نظر سے اوجھل رہتے ہیں۔ ہماری پبلک زندگی کی اس افسوسناک حرکت کو دور کرنے کا فرض ہمارے خیال میں سررشتہ معلومات عامہ پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اگر یہ سررشتہ وقتاً فوقتاً پریس کانفرنس کے ذریعہ یا اور طریقے سے حیدرآباد کے حقیقی مسائل کی جانب اخبارات کو متوجہ کرتا رہے تو ہمیں یقین ہے کہ اخبارات ایسے مشوروں یا فراہم کردہ معلومات سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق استفادہ کرنے کی طرف ضرور مائل ہوں گے۔ اور اس طرح ہمارے ملک کی پبلک زندگی کا معیار بلند ہو جائے گا۔

ہمارے مسائل زندہ ہیں

قارئین اخبارات کو یاد ہوگا کہ مسئلہ وفاق کے ضمن میں جس وقت رائے عامہ ہیجانات میں مبتلا تھی اور ملک کے سربرآوردہ پبلک کارکنوں کا ایک وفد سر اکبر حیدری مرحوم سے ملا تھا تو حکومت سرکار عالی نے ایک اعلامیہ کے ذریعہ عوام کو یہ توقع دلائی تھی کہ مسائل وفاق سے متعلق ایک زرد کتاب شائع کی جائے گی۔ چونکہ مسئلہ وفاق ایک زندہ اور فوری مسئلہ کی حیثیت سے اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے اس لئے ممکن ہے کہ حکومت یہ استدلال پیش کرے کہ "زرد کتاب کی اشاعت غیر ضروری اور بے موقع ہے۔" ہم اس استدلال کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ عرض کریں گے کہ وفاق کی گفت و شنید اور گول میز کانفرنسوں کی کارروائی کے ضمن میں محکمہ اُمور دستوری نے جو چند اور بیش قیمت مواد مختلف محکمہ جات، بین الحکومتی معاہدات، اور قدیم دستاویزات سے جمع کیا ہے وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی جھلکیاں رائے عامہ کے قائدین اور مدیران جرائد کو دکھلادی جائیں کیونکہ وفاق کی موت مسائل حیدرآباد کی موت نہیں قرار پاسکتی۔ ہمارے مسائل زندہ اور ضرور حل طلب ہیں۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا ایسے مسائل جو دو حکومتوں کے مابین موضوعِ گفتگو بنے ہوئے ہوں منظر عام پر لائے جاسکتے ہیں۔ ہم اس سوال کی اہمیت کے بھی معترف ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ حکومت ہند یا حکومت برطانیہ کو اس امر کی شکایت کا موقع دیا جائے کہ حکومت حیدرآباد رازداری کی اہمیت سے ناواقف ہے یا اس کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ نہیں معلوم کرنا چاہتے کہ کسی خاص مسئلہ میں حکومت حیدرآباد نے کیا نقطۂ نظر اختیار کیا اور حکومت ہند نے کیا جواب دیا۔ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مسائل کیا ہیں جن پر بحث ہوتی رہی ہے تاکہ رائے عامہ کو باخبر بنایا جاسکے۔

قائدین و جرائد کی بے خبری

ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں

گو اس اعتراف میں خود ہیں اپنی لاعلمی یا نارسائی کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے —— کہ مسائل حیدرآباد سے رائے عامہ کے قائدین اور مدیران جرائد ایسے ہی کورے ہیں جیسا کہ ایک طفل شیرخوار اپنے ماحول سے بے خبر ہوتا ہے لیکن جب وہ جاگتا ہے تو اس کو مصروف رکھنے یا بہلانے کے لئے چند کھلونے اس کے سامنے ڈال دئے جاتے ہیں اور وہ معصوم سمجھتا ہے کہ یہی ساری کائنات ہے اور یہی اس کائنات کے مسائل ہیں۔ حیدرآباد کی پبلک زندگی کا یہ دورِ طفولیت ایک عرصہ قبل ختم ہوجانا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا اور ایسا نہ ہونے کی ذمہ داری ایک حد تک حکومت پر بھی عائد ہوسکتی ہے۔

لیکن گذشتہ دو سال سے نظم و نسق کی سالانہ رپورٹ میں محکمہ اُمور دستوری کی کارگذاری کا ایک اجمالی خاکہ بھی شامل ہونے لگا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کونسے مسائل محکمہ مذکور کی کاوش اور جد و جہد کے مرکز بنے رہے اور اس طرح مسائل حیدرآباد سے دلچسپی رکھنے والوں کو کچھ یہ پتہ چلنے لگا ہے کہ اصلی مسائل وہ نہیں ہیں جن میں قائدین اور اخبارات اُلجھے ہوئے ہیں بلکہ یہ مسائل ہماری پبلک زندگی کی سطح سے بہت بلند ہیں۔ سطور ذیل میں ہم چند مثالیں پیش کرکے اپنے مفہوم کو واضح کریں گے۔

(۱) کیا کبھی ہمارے قائدین یا مدیران جرائد نے اس امر پر غور کیا ہے کہ توازن چند بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر حیدرآباد کے سیاسی و معاشی موقف کو نقصان پہونچا سکتے ہیں؟

(۲) کیا کبھی ہماری رائے عامہ کے بنانے والوں کو اس امر کا احساس ہوا ہے کہ مملکت آصفیہ کے حدود میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن پر ہماری عدالتیں اختیار سماعت نہیں رکھتیں؟

(۳) کیا معاہدۂ سلطنت کی حفاظت کا دعویٰ کرنے والے بلند آہنگ مقررین نے کبھی اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ اگر ایک ہمسایہ حکومت کے قوانین کا اطلاق ہماری مملکت کے حدود میں ہوسکتا ہے تو اسی نوع کا اختیار ہماری حکومت کو کیوں نہ حاصل رہے؟

(۴) کیا یہ درست ہے کہ حیدرآباد کے باشندے یا حیدرآباد کے مدیرِ حکومت ہند ... نہیں ہوسکتے؟

(۵) کیا یہ بھی ... کے مسئلہ متعلق حیدرآباد کی ... تسلیم کئے جاتے ہیں؟

ان میں خود تنقید کرسکتے ہیں کہ آیا مذکورۂ بالا مسائل حیدرآباد کے معاشی موقف اور سیاسی وقار کو متاثر کرنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر اس سوال کا جواب اثبات میں ہے تو کیا کبھی اخبارات نے ان مسائل پر کسی قسم کا تبصرہ یا کسی قسم کا اظہار خیال کیا؟

ملک ضرور دستوری مسودہ ان شخصیتوں کو سمجھانے میں خاموش طریقہ پر مصروف ہے بلکہ ہماری پبلک زندگی کے دور طفولیت کو جلد سے جلد ختم کرنے کے لئے بھی صحیح راستہ بھی بتا رہا ہے۔ ملک ذکر سے ہماری یہ گزارش ہے کہ وہ محض سیر سری خاکہ پیش کرنے پر اکتفا کرے بلکہ یں ملکوں کی دستور سازی کی آئینی راز داری ملحوظ رکھتے ہوئے مسائل جنکا کو سب بے حادث اور بے ضرر انداز میں عوام کے سامنے نہیں تو کم از کم عوام کے نمائندوں اور مدبران جرائد کے سامنے پیش کرے۔ اگر ہمارا یہ مشورہ قبول کیا گیا تو حکومت اور عوام دیکھیں گے کہ ہماری پبلک زندگی کا معیار اور رفتار کس درجہ بلند ہو جائے گا۔ اور دنیا کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ حیدرآباد کے مسائل میں اکثریت ان مسائل کو حاصل ہے جن میں حکومت اور رعایا دونوں متفق ہیں۔ ملک کی یہ ایک ایسی خدمت ہوگی جس کی وجہ سے عوام چھوٹے اور فروعی اختلافات سے ہٹ کر متفقہ طور پر بلند تر مسائل کی طرف رجوع ہوں گے۔

ہم قارئین سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ صفحہ اول کے مضمون کو بہ نظر غائر پڑھیں اور حکومت سے وہ یہ عرض کریں گے کہ رائے عامہ کی تشنگی کو دور کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ایسا مواد بہم پہنچاتی رہے جو قارئین اور اخبارات کو خادم ملک و مالک بننے کی صلاحیت بخشے۔

جامعہ عثمانیہ کے گرد و پیش نفع اندوزی

جامعہ عثمانیہ کے ماتحت زرعی کالج کے قیام کی کارروائی ایک عرصہ سے چل رہی ہے لیکن ہنوز زرعی کالج کا قیام عمل میں نہیں آیا۔ حیدرآباد جیسے ملک کے لئے جہاں زراعت اور کاشتکاری ملک کی اکثریت کا ذریعہ معیشت ہے اور جہاں زرعی پیداوار کی مقدار بیسالانہ سو کروڑ کے قریب ہے زرعی کالج کی عدم موجودگی حیرت انگیز اور افسوسناک ہے۔

جامعہ عثمانیہ کے قرب و جوار میں وسیع اراضی موجود ہے جہاں نہ صرف کالج قائم کیا جا سکتا ہے بلکہ طلبہ کی عملی تعلیم کے لئے بھی وسیع رقبے مختص کئے جا سکتے ہیں۔ ٹریننگ کالج کے تقسیم انعامات کے جلسہ میں تقریر فرماتے ہوئے آنریبل صدر المہام بہادر فینانس نے ارشاد فرمایا تھا کہ حیدرآباد میں زرعی کالج کا قیام ناگزیر ہے ہم توقع کرتے ہیں کہ معزز رکن فینانس اور آنریبل منسٹر زراعت کی توجہ سے جامعہ عثمانیہ کے نواح میں جلد سے جلد ایسے کالج کا قیام عمل میں آئے گا۔ ہماری یہ بھی رائے ہے کہ حدود جامعہ کے اطراف و اکناف کی زمینات زرعی کالج اور دیگر قائم شدنی کالجوں کے اغراض کے لئے حاصل کی جائیں ورنہ اندیشہ ہے کہ دیگر افراد ان زمینات کو خرید کر جامعہ کے ہاتھوں بڑی بڑی قیمتوں پر فروخت کریں گے اور ایسی صورت میں جامعہ کو بلا وجہ زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔ جامعہ کو چاہئے کہ اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اطراف و اکناف کی جولانی (؟) موجودہ نرخ پر خرید لے۔

مجلس جاگیرداران کیا کر رہی ہے

انسداد رشوت ستانی سے متعلق مجلس عدالت (؟) کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ غیر خالصہ علاقہ جات میں عدالتی انتظامات بہت کچھ قابل اصلاح ہیں۔ جاگیرات اور مستاجروں میں عدلیہ اور عاملانہ اختیارات کا امتزاج عمل میں نہیں آیا۔ عدالتی عہدہ داروں کی تنخواہوں کا معیار بھی گھٹا ہوا ہے۔ اس اعتبار سے کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ ایسی جاگیرات سے جو خاطر خواہ انتظامات کا خرچ برداشت نہیں کر سکتیں عدالتی اختیارات واپس لے لئے جائیں۔

حکومت سرکار عالی کی رپورٹ نظم و نسق بابت ۱۳۵۸ف میں لکھا ہے کہ معمول گلذاری سے متعلق جاگیرداران صاحبان کے اختیارات کا تعین ہو رہا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ جاگیرات کے نظم و نسق کو علاقہ دیوانی کے نظم و نسق کے معیار پر لانے کے لئے مختلف تدابیر حکومت کے زیر غور ہیں جن میں سے ایک تجویز یہ ہے کہ چھوٹی جاگیروں کو ختم کر کے خالصہ کر کے صاحبان مساش کو نقدی معاوضہ ادا کر دیا جائے۔

یہ مسائل ایسے ہیں کہ ان سے متعلق مجلس جاگیرداران کو چاہئے کہ اپنے طبقہ کی صحیح رہنمائی کرے۔ اس ضمن میں ہمیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ چند افراد طبقہ نے ایک علیحدہ ادارہ قائم کرنے کی کوشش دوبارہ شروع کی ہے۔ افتراق کمزوری اور نقصان کا پیش خیمہ ہوتا ہے ان حضرات کو چاہئے تھا کہ مجلس جاگیرداران میں رہ کر اپنا اختلافات ظاہر کرتے اور اکثریت کے فیصلے کو قبول کرتے۔

اس سلسلہ میں ہم مجلس کو اس امر کی جانب بھی متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ مجلس کی سالانہ رپورٹ اور مسائل جاگیرداران سے متعلق وقتاً فوقتاً ضروری لٹریچر کی اشاعت کی جانی چاہئے تاکہ اہل ملک یہ محسوس کریں کہ حکومت آصفیہ میں اس طبقہ کی افادیت کیا ہو سکتی ہے اور یہ طبقہ حالات حاضرہ میں ملک و مالک کی خدمت انجام دے کر کس طرح اہل ثابت ہو سکتا ہے۔ مجلس کی خاموشی خود طبقہ جاگیرداران کے لئے مضر ہے۔

ذخائر اجناس پر حکومت کو قبضہ کرنا چاہئے

زائد منافع پر ٹیکس لگایا جائے

آندھرا کانفرنس کی قرارداد

حیدرآباد کی غذائی صورت حال سے متعلق آندھرا کانفرنس نے ایک طویل قرارداد منظور کی ہے جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ

ایک غذائی کونسل کا قیام عمل میں آنا چاہئے جو کاشتکاروں، تجار اور صارفین کے عملی اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ہو اور اس کونسل کو اجناس خوراک کی پیداوار اور حمل و نقل تقسیم، قیمتوں کے تعین وغیرہ امور سے متعلق حکومت کی پالیسی کا تعین کرنے کے علاوہ اس پالیسی کو عمل میں لانے کے بھی اختیارات ہونے چاہئیں۔

کاشتکاروں کی معاشی حالت کو نقصان پہنچائے بغیر مصارف کاشت اور ضروریات زندگی کی قیمتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی پیداوار کے لئے مناسب قیمت کے ملنے کے مواقع فراہم کرنا چاہئے۔

مندرجہ بالا اصولوں کو اختیار کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ قیمتیں صارفین کے لئے ضرورت سے زیادہ گراں ثابت ہوں ایسے مواقع پر حکومت کو چاہئے کہ اس نقصان کو برداشت کرے اور اجناس خوردنی کی قیمتوں کا تعین صارفین کے استعداد کے لحاظ سے کرے۔ مندرجہ بالا اصول پر عمل لانے کی وجہ سے ممکن ہے کہ اشیاء کی قیمتیں صارفین کی قوت خرید سے بڑھ کر رہیں حکومت کو چاہئے کہ مندرجہ بالا نقصان کی تلافی کرے اور افراد زر کو روکنے کی خاطر زائد منافع پر محصول عائد کرے اور اس زائد منافع کے محصول سے جو آمدنی حاصل ہو اس کو حکومت مندرجہ بالا نقصان کی تلافی کرنے کی خاطر استعمال کرے۔

اجناس خوردنی کی قلت کی شدت زیادہ تر شہروں میں ہے لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ وہاں کے ذخیرہ شدہ اجناس کے لئے مناسب قیمت دے کر ان کو اپنے قابو میں رکھے۔

ریاست کے گوشے گوشے میں سستے اجناس کی دکانیں قائم کی جائیں۔ قرارداد میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت کو زراعت پیشہ کے بعد کم از کم تین سال تک رعایا کو مناسب معاوضہ والے کی زمینداری دے اور موجودہ حالات میں تمام شہری باشندوں کی غذائی ضروریات کی تکمیل کے لئے موثر راشن بندی ضروری ہے۔

سررشتہ عدالت میں مزید اصلاحیں

انسداد رشوت ستانی کی کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت غور کر رہی ہے

آنریبل صدر المہام بہادر عدالت کی ہدایت پر سر مجلس عدالت العالیہ سرکار عالی نے ایک کمیٹی جس میں اعلیٰ عدالتی عہدہ دار، مقننہ کار اور پبلک کا رکن شریک تھے، اس غرض سے تشکیل دی کہ اگر سررشتہ عدالت میں بد دیانتی اور رشوت ستانی کا وجود ہو تو کمیٹی اس سلسلہ میں موثر تدابیر اختیار کرنے کی سفارش کرے۔

یہ کمیٹی ڈاکٹر نواب ناظر یار جنگ بہادر کی صدارت میں قائم کی گئی۔ اس کے اراکین حسب ذیل تھے۔

(۱) راجہ بہادر راسے بشیشور ناتھ
(۲) مولوی میر ہاشم علی خان صاحب بی۔ اے۔ سی۔ ایس
(۳) نواب اکبر یار جنگ بہادر
(۴) راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی
(۵) مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب
(۶) مسٹر ایم وینکٹ راما ریڈی
(۷) مسٹر سری پت راؤ

جامع سوال بند

اس کمیٹی نے سررشتہ عدالت کی حد تک ایک جامع سوالات مرتب کئے، جن کو عہدہ داران عدالت، وکیلوں، جاگیرداروں، ساہوکاروں اور تجارت پیشہ حضرات کے پاس اظہار رائے کے لئے بھیج گیا۔ سوال بند ایسے لوگوں کے پاس بھیجا گیا تھا جو سررشتہ عدالت سے واقف تھے اور جوابات دینے کے اہل سمجھے جاتے تھے۔ ان سے خواہش کی گئی تھی کہ عدالت میں ایسی کمزوریاں انہیں نظر آئیں جس سے رشوت ستانی اور بد دیانتی پیدا ہونے کا امکان ہو تو وہ اس کے انسداد کی تدبیریں بتلائیں۔ سوال بند میں یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ پبلک کو رشوت پیش کرنے سے کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ کیا عدالتی کارروائیوں میں خارجی اثرات کے تحت بھی عمل ہوتا ہے۔ محکمہ عدالت میں اعلیٰ عہدہ دار اپنے ماتحتوں کی رشوت ستانی کے انسداد میں جو مشکلات کیا دقتیں پیش آتی ہیں اور ان دقتوں کو دور کرنے کے لئے کیا تدبیریں اختیار کی جا سکتی ہیں۔ انسداد رشوت ستانی یا استعمال ناجائز کی تحقیقات کا جو طریقہ اس وقت رائج ہے اس کو کس طرح آسان اور موثر بنایا جا سکتا ہے۔ اور کیا عہدہ داروں کو صرف رشوت ستانی کی شہرت کی بنا پر قابل سزا قرار دیا جا سکتا ہے۔

حکومت اس رپورٹ پر غور کر رہی ہے

کمیٹی نے کل (۱۰) اجلاس کئے اور سوال بند کے جوابات کی روشنی میں اپنی سفارشات حکومت کے پاس پیش کر دیں۔ کمیٹی کی رپورٹ (۱۰) صفحوں پر مشتمل ہے۔ حکومت اس پر غور کر رہی ہے۔ رپورٹ کے پہلے حصہ میں سررشتہ عدالت کے موجودہ انتظامات کا ذکر ہے اور بد دیانتی کو روکنے کے لئے حکومت نے تحریری طور پر جو تدبیریں اختیار کیں اور وقتاً فوقتاً جو گشتیات جاری کی ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے۔

رپورٹ میں اس بات پر فخر کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں حیدرآباد ہی ایک ایسی ریاست ہے جہاں عدلیہ عاملہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ رپورٹ میں انسپکٹنگ آفیسر کے تقرر کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اس کے عہدہ کا مقصد یہ ہے کہ سررشتہ کی خامیاں حکام بالادست کی نظر میں رہیں اور ہر وقت انسدادی تدبیریں اختیار کی جا سکیں۔ چنانچہ ایسی سند دستاویں پچھلے چند سالوں میں پیش کی گئی کہ انسپکٹنگ آفیسر کی رپورٹ اور تحقیقات کی بنا پر کئی موقوفیاں اور قبل از وقت وظیفہ پر علحدگیاں عمل میں آ چکی ہیں۔

پچھلی تدابیر کا ذکر

انسداد رشوت ستانی و بد دیانتی کے سلسلہ میں جو احکامات اور گشتیات وقتاً فوقتاً جاری کئے گئے، کمیٹی نے ان کا بھی ذکر کیا ہے اور ضابطہ تعزیرات کی دفعات (۱۶۱ تا ۱۶۹) اور (۲۱۳) اور کوئی دو گشتیوں کا حوالہ دیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ حکومت نے انسداد رشوت ستانی و بد دیانتی کے لئے حتی الامکان تدبیریں اختیار کیں اور احکامات جاری کئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیس سال پہلے جو بد دیانتی تھی وہ اب باقی نہیں رہی۔

رپورٹ میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر تحت قوانین اور احکامات کے باوجود رشوت ستانی باقی ہے تو اس کی وجہ زیادہ تر عوام کی اخلاقی پستی ہے۔ کمیٹی نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ انسداد رشوت ستانی سے نہ سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی کوشش سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔ نیز اس دلیل کے ثبوت میں مدراس کے وزیر اعظم کی مجلس مقننہ کی تقریر کا حوالہ دیا ہے، جو اخبار ہندو میں یکم دسمبر ۱۹۳۹ء کو چھپ چکی ہے۔ مگر کمیٹی نے یہ بھی بتایا ہے کہ عدالتی عہدہ داروں سے غیر سرکاری حضرات کا میل جول رائے عامہ و رجحانات کی طرف مائل کرنے کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

کمیٹی کی اہم سفارشیں

کمیٹی کی اہم سفارشیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) انسداد کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قوم کی تعلیمی حالت اور سیاسی زندگی کو بڑھایا جائے اور اخلاقی بلندی پیدا کی جائے۔

(۲) اعلیٰ عدالتی تقررات کے لئے ایسے خاندانوں کے افراد کو ترجیح دی جانی چاہئے جن کی کارگزاریاں اعلیٰ اور احسن رہی ہوں۔

(۳) عدالتی عہدہ داروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔

(۴) عہدہ داران عدالت سے متعلق پولیس سے جو شکایتیں وصول ہوں ان پر احتیاط سے نظر ڈالی جائے۔

(۵) پائیگاہوں، جاگیروں اور سمستانوں کے عدالتی عہدہ داروں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ جو جاگیریں اس وجہ کو سنبھال نہ سکیں ان سے عدالتی اختیارات لے لئے جائیں۔

(۶) عدالتی عہدہ داروں کی ترقی کے وقت عام طور پر سینیارٹی کا لحاظ کیا جائے، اور کسی بھی عہدہ دار کی ترقی کو اس وقت تک نظر انداز کیا جائے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی خاص وجوہ نہ پائی جائیں۔

(۷) اہلکاروں، پیشکاروں اور چپراسیوں کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔

(۸) ہر عدالت میں استفسار کا ایک صیغہ قائم کیا جائے اور اس پر نگرانی رکھی جائے کہ اہالیان مقدمہ دفتر میں داخل ہوں اور اہلکاروں سے میل جول بڑھائیں۔

(۹) انسداد رشوت ستانی اور بد دیانتی کی بیخ کنی کے سلسلہ میں جو قوانین، گشتیات اور احکامات جاری کئے گئے ہیں انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تاکہ عوام ان سے استفادہ کر سکیں۔

اعلان

بحریہ عدالت دیوانی بلدہ
اجلاس اول ابتدائی

نمبر مقدمہ (۱۳۹) بابت ۱۳۵۲ف

محمد غوث بنام معتمد صاحب لائف انشورنس

دعوے

درخواست صداقتنامہ وراثت

ذریعہ عوام الناس کو اطلاع دی جاتی ہے کہ منجانب محمد غوث ولد محمد عبد الکریم نا بالغ بولایت سید مخدوم حسینی خلف صداقتنامہ وراثت نسبت پدر خود درخواست پیش کی ہے جس کے لئے بتاریخ ۲۷ امرداد ۱۳۵۲ف مقرر کی گئی ہے جس کسی کو کوئی عذر ہو تو اندرون تاریخ مقررہ پیش کر سکتے ہیں۔ ورنہ بصورت ثانی حسب ضابطہ حکم دیا جائے گا۔

آج بتاریخ ۱۰ تیر ۱۳۵۲ف میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

مہر عدالت — دستخط

سررشتہ دار

سوویٹ روس کے مسلمان باشندے

موجودہ جنگ میں ان کی جانبازی

سویٹ حکومت کے تحت روس کے ترکی تاتاری نسل کے لوگوں کو اقتصادی اور تمدنی ترقی کا پورا پورا موقع ملا ہے۔ اس علاقہ کی صنعتی ترقی کا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں ۱۹۳۸ء میں کرغزیہ اور تاجکستان کی صنعتی پیداوار میں علی الترتیب ۷۰ اور ۳۲ گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

سویٹ دور حکومت میں تمام مشرقی قوموں کو جن کی ازبک، ترکمان، تاتار اور منگول بھی شامل ہیں تمدنی ترقیوں کے بے شمار مواقع حاصل رہے ہیں۔ ان کی ادبی زبان ان کی سرکاری زبان ہے ان کے اپنے مدرسے یونیورسٹیاں تحقیقاتی ادارے، تھیٹر، لائبریریاں اور عجائب خانے ہیں۔ حکومت سے اس سلسلے میں انہیں ہر ممکن مدد مل رہی ہے۔ چنانچہ سویٹ حکومت کی دلچسپی کی ادنیٰ مثال آذربائیجانی، قازاقی، کوفری، تاجکی، ترکمانی، ازبکی اور تاتاری آرٹ کی وہ نمائشیں ہیں جو چند سال پہلے ماسکو میں ہو چکی ہیں۔ سویٹ نظام حکومت کے تحت روسی مسلمان پوری طرح آزاد ہیں۔

پائداری کا راز

ہٹلر کے حواریوں کی یہ امیدیں کہ سویٹ نظام خود بخود پاش پاش ہو جائے گا صرف اس وجہ سے بر نہ آئیں کہ سویٹ یونین کی تمام قومیں فاشیت سے سخت متنفر ہیں۔ تاتاریوں نے جرمنوں کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور آذربائیجانی یہ نہیں چاہتے کہ باکو کے تیل کے چشمے جرمنوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔ روسیوں اور یوکرینیوں کے دوش بدوش سویٹ یونین کی یہ قومیں بھی دشمن کو اپنے ملک سے نکال باہر کرنے میں مشغول ہیں۔

اس سلسلے میں ... نامی ایک مسلمان کا بیان بھی ملاحظہ ہو۔ وہ کہتا ہے جنگ شروع ہونے سے پہلے میں مشترکہ زراعت کے محکموں کا صدر تھا۔ ہمارے پاس ہزاروں بھیڑیں تھیں۔ ہمارے کھیتوں میں بکثرت تعداد سبزیاں پیدا ہوتی تھیں۔ لیکن جرمنوں کے حملے کے بعد ہر طرف تباہی و بربادی کا دور دورہ ہو گیا۔ انہوں نے ہماری بھیڑیں لوٹ لیں اور ہمارے کھیتوں کو اجاڑ دیا۔ میں اب بھی جرمنوں پر گولہ باری کرتا ہوں تو اس حقیقت کو ذہن میں رکھتا ہوں۔

ایک اور شخص ... نامی کہتا ہے "اگر آپ نے ہمارے مدرسے اور تھیٹر دیکھے ہوتے تو آپ کو اندازہ ہوتا کہ وہ ترکمان جو پہلے وحشی اور خانہ بدوش کہلاتے تھے اب کس حد تک انسان کہلانے کے مستحق ہو گئے ہیں۔ موجودہ دور کے ان ترکمانوں کے لئے جرمن پیام مرگ ہیں۔ یہ لوگ وحشی درندوں کی طرح آگے بڑھتے اور ہر چیز کو جو ان کے راستے میں آتی ہے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔"

ہمت اور جرأت کے کارنامے

سویٹ کے سپاہیوں نے اپنے کارناموں سے ایک ایسے زبردست اتحاد کا ثبوت دیا ہے۔ جس کی نظیر اس سے پیشتر کہیں نہیں ملتی۔ حال کا واقعہ ہے کہ ... نامی ایک قازاق ایک دن میں ۱۴ زخمی میدان جنگ سے اٹھا کر لایا۔ اس کے بعد اسے کھانا کھانے کے لئے بلایا گیا تو اس نے کہا کہ ابھی میدان جنگ میں دو زخمی اور پڑے ہیں۔

تاتاری قوم کے لوگ جنگ میں یکتا ہوتے ہیں اور اس کا ثبوت ذیل کے واقعات ہیں۔ سلیمان ... نامی ایک تاتاری نے جو اپنے دستے کی حفاظت پر متعین تھا جرمنوں کی ایک پلٹن کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس نے فوراً ایک آدمی اپنے کمانڈر کو اطلاع دینے کے لئے روانہ کر دیا۔ اور پھر یکے بعد دیگرے تین دستی بم جرمنوں کی طرف پھینکے۔ اس کے بعد اس نے اپنی رائفل سے ان پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن کے ۲۲ آدمی ختم ہو گئے اور باقی بھاگ گئے۔

بختیار کریمات نامی ایک اردلی کے باورچی خانہ میں ۱۱ جرمن گھس آئے۔ اس نے ان میں سے دو کو رائفل کا نشانہ بنایا اور باقیوں پر دستی بم پھینک مارے۔ جرمنوں میں سے صرف ایک جرمن زندہ بچا جو محض صدمے سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ ہوش درست ہونے کے بعد وہ نہایت خاموشی سے ... کریمات نے سخت زخمی ہو جانے کے باوجود اس جرمن کو پکڑ لیا اور چونکہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے صرف ہاتھوں سے اس کا گلا نہیں گھونٹ سکتا تھا اس نے جرمن کے گلے میں اپنے دانت گڑو کر اس کا نرخرہ کاٹ ڈالا۔

ان لوگوں کے علاوہ اور بہت سے بہادروں نے میدان جنگ میں ہمت و جرأت کے کارنامے انجام دے کر اپنے ملک اور قوم کا نام روشن کیا ہے جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی صف اول کے بہادروں کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ابراہیم ولی نور الیاز ... نے ... کام کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اور سویٹ یونین کے طول و عرض میں ان کا نام نہایت عزت سے لیا جاتا ہے۔

آذربائیجان کے ایک تیل کے چشمے پر کچھ آدمی تین دن اور تین رات تک صرف اس لئے مسلسل کام کرتے رہے کہ انہیں ایک ضروری کام مکمل کرنا تھا بعض دفعہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی قوت ختم ہو جائے گی مگر اسی اثناء میں ایک عورت نے ان لوگوں کو محاذ جنگ سے آیا ہوا ایک خط سنایا جس نے ان میں ایک نئی روح پھونک دی اور ان لوگوں نے اس وقت تک آرام نہ کیا جب تک کام ختم نہ ہو گیا۔

ایک عورت کا خط

تاجکستان کے روئی کے کھیتوں پر کام کرنے والی ایک عورت نے بھی اسی قسم کے جوش کا اظہار کیا ہے اس کا نام نور نسا ... ہے۔ اس نے اپنے شوہر کو جو محاذ پر تھا ایک خط کے دوران میں لکھا "تمہیں اپنی بیوی کے کارنامے سن کر افسوس نہ ہوگا۔ تم نے ہماری اس مرتبہ کی سی فصل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ میرے تمام ساتھیوں کی فصلیں اسی قدر شاندار ہیں۔ آپ جرمن گیدڑوں کا صفایا کرتے رہیں ہم بھی آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گے"

جنگ کی دشواریوں نے سویٹ یونین کی تمام اقوام کے درمیان محبت اور دوستی کو پختہ کر دیا ہے۔ اب یہ لوگ ایک فولاد کی دیوار بن گئے ہیں جس سے ٹکرا کر فاشیت خود بخود پاش پاش ہو جائے گی۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ایک محفل میں گرانی کے مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ "انجمن انسداد گرانی" اجلاس کی سرگرمیوں سے "ترجمان ملت" کیوں بے اعتنائی برت رہا ہے؟ ایک صاحب جو کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے تھے فرمانے لگے کہ

"اس کی صرف ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ ملت اسلامیہ گرانی سے قطعاً متاثر نہیں ہے ورنہ "ترجمان ملت" یہ رویہ کبھی اختیار نہ کرتا۔ اس خیال کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ قائد ملت بھی گرانی کے مسائل کو بالائے طاق رکھ کر دوسرے امور ہی سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔"

کمیونسٹ منسٹری کو برخاست کر دیا گیا (ریڈیو کی ایک اطلاع)

اتنے دنوں کی جنگ ہے۔ یہ فتح تو تونیہ کی فتح سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اب اقوام عالم کو "سرخ خطرہ" سے نجات مل گئی۔ اگر اس فتح کا کوئی دن منایا جانے والا ہے تو حیدرآباد کے کامریڈوں کے نام بھی دعوت نامے جاری ہونے چاہئیں۔

ایک مراسلہ نگار نے مادی ترقی کے چند نسخے تجویز کئے ہیں جو درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) جو سال تم جامعات کی ڈگریوں کی طلب میں کرتے ہو ان کو کسی بااثر شخص کے کسی لا ولد کا داماد بننے میں صرف کرو۔ اگر کسی کے ان لاد ہو گئے تو آؤٹ لا شمار کئے جاؤ گے۔

(۲) کام سیکھئے اور وہ بھی حسب ضرورت چھوٹی یا بڑی دستخط پر اکتفا کرنا بہتر ہے ملازمت کا اور ذریعہ ہے ترقی کا۔

(۳) اگر کام کرنے ہی کا شوق ہے تو ایسا کرو کہ افسر بالادست کو اس میں اصلاح کی گنجائش رہے۔ یہ عادت آخر ترقی آپ کی قسمت کا ارضی و غرضی کا ستارہ بنا دے گی۔

اسوسی ایٹیڈ پریس کا بیان ہے کہ مسٹر وینکٹ ریڈی نے آندھرا کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ:- "پہلے کی تمام سیاسی جماعتوں پر بالکل ...

"مجلس اتحاد المسلمین نے بھی ان دستوری اصلاحات کو قبول نہیں کیا؟"

آندھرا کانفرنس کے صدر والا صدر کی اس باخبری کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ خطبۂ صدارت بغیر کسی مشورہ کے اور بلا شرکت غیرے لکھا گیا ہے۔

ریاستی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں قائد ملت نے دو مسلم خواتین کو نامزد فرمایا ہے۔ (ایک خبر)

"ترجمان ملت" کی جانب سے "ہم" شعرائے اسلامی کے علاوہ اس شق پر ایک عدد احتجاج شریک عمل کرنے جیسی رہنمائی دیکھتے خواہ اس احتجاج کو قائد ملت داخل دفتری کیوں نہ کر دیں۔

ضرورت ہے:

(۱) چند ایسے اشخاص کی جو وسیع پیمانہ پر ضیافتوں کی حسن ترتیب کا سلیقہ رکھتے ہوں

(۲) جو ضرورت کے وقت مثالی طلائی یا نقرئی نقش کے ہاروں سے اپنی بار جیت سکتے ہوں۔

ڈاکٹر جیسوریا نامزد صدر استقبالیہ آندھرا کانفرنس نے فرمایا:-

"آپ کو حیرت ہوگی اور یہ بات عجیب معلوم ہوگی کہ میں آندھرا کانفرنس اور تلنگی بولنے والوں کو انگریزی میں مخاطب کر رہا ہوں"

مگر ہمیں تو حیرت اس پر ہے کہ تلنگانہ کے باشندے انگریزی سمجھ سکتے ہیں لیکن اردو سمجھ نہیں سکتے شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اردو ہمسایہ دیار کی زبان ہے۔

اسی خطبہ میں ڈاکٹر جیسوریا نے یہ فرمایا کہ آندھرا کانفرنس کو کاشتکاروں کی فلاح و بہبود سے اور ان کے حقوق کی حفاظت سے سروکار ہے۔

شاید ڈاکٹر صاحب کو یہ خبر نہیں کہ کوشش کی جاتی ہے کاشتکاروں کے حقوق کی حفاظت کی مگر محفوظ ہوتے ہیں زمینداروں اور ساہوکاروں کے حقوق۔

آگے چل کر ڈاکٹر صاحب نے بعض لیڈروں سے متعلق فرمایا کہ:-

"وہ عوامی راج حکومت چاہتے ہیں مگر انکم ٹیکس نہیں چاہتے۔ وہ اصلاح زرعی چاہتے ہیں مگر زمینداری کی منسوخی نہیں چاہتے مگر اشیاء کی ذخیرہ بندی اور نفع اندوزی پر تجربہ تاجروں کے ذریعہ ڈالتے ہیں۔ وہ صنعتی ترقی چاہتے ہیں مگر زائد منافع پر ٹیکس نہیں چاہتے۔ وہ جنگلوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور حکومت سے ٹھیکہ رسد سے ٹھیکے حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ وہ امتناع مسکرات بھی چاہتے ہیں اور آبکاری کے ٹھیکے بھی لیتے ہیں۔ وہ کاشتکاروں کی بہبودی بھی چاہتے ہیں اور قانون حدود گراں اور قانون انتقال اراضی کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔"

ہمیں یقین ہے کہ یہ اشارہ آندھرا کے لیڈروں کی طرف نہیں ہے۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے۔

"میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یوم "تونیہ" کی صبح کی پریڈ کے لئے معظم جاہی مارکٹ کے چوراہے کو کیوں منتخب فرمایا گیا تھا۔ کیا اس غرض کے لئے کوئی اچھا میدان منتخب نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اس کے علاوہ اس تقریب میں معززین شہر کو کیوں مدعو نہیں کیا گیا؟ مناسب ہوگا کہ آئندہ ایسی تقاریب کے موقع پر — مثلاً یوم روس، یوم برلن، یوم ٹوکیو — بہتر انتظامات عمل میں لائے جائیں اور پردہ نشین خواتین کے لئے بھی ضروری انتظامات کئے جائیں۔"

فتح حیدرآباد کے موقع پر جس کے آثار نظر آرہے ہیں ہم اس تجویز کی جانب حکومت کی توجہ ضرور مبذول کرائیں گے۔

جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے جب اس ملک میں پیداوار کی قلت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے تو ذخائر کی کوئی کمی نہیں رہ سکتی۔ یہ ذخائر یا تو کاشتکاروں کے پاس رہیں گے یا ساہوکاروں کے پاس (دریافت)

اور لوگوں کا خیال چاہے کچھ ہو معاصر محترم کا تو یہی خیال ہے کہ ذخائر اجناس ساہوکاروں کے پاس نہیں ہیں۔ اس دعوے کی تائید میں ہم ڈپٹی سیکرٹری کے ذخیرہ گیر دلال کا بیان پیش کر سکتے ہیں۔

حکومت سے متفقہ مطالبہ

تحفظ انسداد قلت و گرانی اجناس کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام بصدارت مسٹر چھانا منڈو ریڈی وکیل منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی.

باشندگان حیدرآباد کا یہ نمائندہ جلسہ عام اغذیہ کی موجودہ نازک ترین صورت حال کو نہایت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اگر فوری انسدادی تدابیر اختیار نہ کی جائیں تو اندیشہ ناک نتائج پیدا ہوں گے. حکومت سرکار عالی سے یہ جلسہ مطالبہ کرتا ہے کہ تجاویز ذیل کو فوری طور پر روبہ عمل لانے کے لئے کارروائی آغاز کرے.

(۱) حکومت سرکار عالی کے اعلامیہ کی تعمیل میں جن ذخائر اجناس کا پتہ چلا ہے ان کی تفصیلات سے عوام کو باخبر کیا جائے. اور جن بیوپاریوں نے اپنے ذخائر کی صحیح مقدار کی اطلاع نہیں دی ہے. انہیں اور ان ملازمین سرکار کو جو سنگین جرم ہے ہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں.

(۲) چاول. جوار. گیہوں. دالیں. دال اور مرچ کے جملہ ذخائر جو بیوپاریوں یا ان اشخاص کے قبضہ میں ہوں جنہوں نے بیوپاریوں کے لئے مال محفوظ رکھا ہے ضبط کر لئے جائیں. اور ضبط شدہ مال کی تقسیم کا کام ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہو.

(۳) ممالک محروسہ سرکار عالی میں سرکاری دوکانوں کی تعداد میں جلد اضافہ کیا جائے اور اس کا انتظام فرمایا جائے کہ موٹے چاول کم از کم فی روپیہ چار سیر اور جوار فی روپیہ [illegible] سیر فروخت ہوسکے.

(۴) ان دوکانات کے علاوہ ان طبقوں کے لئے جن کی ماہانہ آمدنی ایک صد روپیہ سے کم ہو خصوصی دوکانیں کھولی جائیں. جہاں نرخوں میں مزید رعایت ملحوظ رکھی جائے. ان دوکانوں سے وہی شخص استفادہ کرسکیں گے جنہیں حکومت کی مجوزہ مجلس اغذیہ تعلقہ داری اور محلہ داری کمیٹیوں کے مشورہ سے نامزد کرے گی.

(۵) متذکرہ بالا انتظامات کی وجہ سے حکومت کے ذمہ جو بار عائد ہوگا اس کی پابجائی کے لئے صنعتی و تجارتی منافعوں پر محصول عائد کیا جائے.

(۶) مجلس اغذیہ کا قیام جس میں عوام کے نمائندوں کی اکثریت ہو جلد سے جلد عمل میں لایا جائے اور اس مجلس کی عام نگرانی تمام امور متعلقہ پر قائم کی جائے.

(۷) یہ جلسہ عام ملک کے ہر طبقہ و فرقہ اور ہر مکتب خیال سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ وہ صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر تجاویز بالا کے روبہ عمل لانے میں حکومت کے ساتھ کامل اشتراک عمل کرے.

یہ جلسہ عام ملک کے اصحاب ثروت سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ غریب طبقوں کی پریشانی کو رفع کرنے میں مالی امداد فرمائیں.

سرکار عالی کا ایک اہم اعلامیہ

ذخائر رکھنے والوں کو سخت تنبیہ

حیدرآباد. ۵. تیر حکومت سرکار عالی نے حسب ذیل اعلامیہ جاری کیا ہے.

گزشتہ چند دنوں میں ممالک محروسہ سرکار عالی کی مختلف منڈیوں میں چاول کے نرخ میں جو غیر معمولی اضافہ واقع ہوا ہے اس کی طرف حکومت کی توجہ منعطف کرائی گئی ہے حکومت کے پاس یہ یقین کرنے کے اسباب موجود ہیں کہ بیواڑہ سے جو چاول کی درآمد رک گئی ہے وہ محض عارضی ہے لیکن اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر بیوپاریوں نے چاول کے ان اقسام کے نرخ بھی بڑھا دیئے ہیں جو بیواڑہ سے آنے والے چاول کے مقابلہ میں ادنی درجہ کے ہیں.

یہ دیکھتے ہوئے کہ چاول ممالک محروسہ سے برآمد نہیں کیا گیا ہے اور یہ کہ بالعموم جو چاول بیواڑہ سے برآمد کیا جاتا ہے اور وہ جو ممالک محروسہ کے اندر پیدا ہوتا ہے ان میں بلحاظ خوبی ہمیشہ نمایاں فرق ہوتا ہے حکومت کی یہ رائے ہے کہ منڈیوں میں نرخوں کا موجودہ اضافہ نفع اندوزی اور سٹہ بازی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے. حکومت تمام متعلقہ اشخاص کو متنبہ کر دینا چاہتی ہے کہ اگر بیوپاریوں اور سٹہ بازوں کی پیدا کی ہوئی صورت حال سے مجبور ہو کر حکومت کو ذخائر حاصل کرنا پڑے تو حکومت اپنے حاصل کردہ ذخائر کی وہ قیمتیں ادا کرے گی جو اس کی رائے میں معقول اور واجبی ہوں. اور موجودہ قیمتیں جو محض مصنوعی اور سٹہ بازی پر مبنی ہے ان کا قطعی کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا.

مسٹر گاندھی کا خط مسٹر جناح کے نام نہیں پہنچایا جاسکتا

نئی دہلی. ۲۰ مئی. حکومت ہند کے ہوم ڈپارٹمنٹ نے حسب ذیل اعلامیہ شائع کیا ہے.

حکومت ہند کو مسٹر گاندھی کی یہ استدعا موصول ہوئی ہے کہ ان کا ایک مختصر خط مسٹر جناح کو پہنچا دیا جائے. اس خط میں مسٹر گاندھی نے مسٹر جناح سے ملاقات کرنے کی خواہش کی ہے. حکومت ہند نے مسٹر گاندھی سے خط و کتابت اور ملاقاتوں کے متعلق اپنی معلومہ حکمت عملی کے تحت یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ خط مسٹر جناح کے پاس نہیں پہنچایا جاسکتا اور اس فیصلہ کی اطلاع مسٹر گاندھی اور مسٹر جناح کو کر دی ہے. حکومت ایک ایسے شخص کو سیاسی خط و کتابت اور ملاقاتوں کی آسانی دینے پر تیار نہیں ہے جس کو ایک ایسی خلاف قانون عمومی تحریک جاری کرنے کی بناء پر نظربند کیا گیا ہے جس سے انہوں نے ابھی دست برداری کا اعلان نہیں کیا ہے. اور جو اس نازک وقت میں ہندوستان کی ساعی جنگ کے لئے بہت نقصان رساں تھی. اب یہ بات مسٹر گاندھی پر منحصر ہے کہ وہ حکومت ہند کو اس بات کا اطمینان دلائیں کہ ان کو اب بغیر کسی اندیشہ کے ملک کے مسائل عامہ میں حصہ لینے کی اجازت دی جاسکتی ہے لیکن جب وہ ایسا کریں وہ موانع جو ان پر عائد ہیں. خود ان ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں.

برطانی حکومت کی تائید

لندن. ۲۷ مئی. رائٹر کا خاص نامہ نگار مقیم لندن کہتا ہے کہ حکومت ہند کے اس فیصلہ کو کہ مسٹر گاندھی کا ایک مختصر خط مسٹر جناح کو نہ پہنچایا جائے. برطانوی حکومت کی پوری تائید حاصل ہوگی. مستند طریقہ سے یہ بات ظاہر کر دی گئی ہے کہ اس حالت میں جبکہ ہندوستان کی حفاظت اور جنگ کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے کا سوال اہم ترین سوال ہے کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے کہ مسٹر گاندھی یا کسی نظربند کانگریسی لیڈر کو اس وقت تک سیاسی مباحث اور گفت و شنید میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے جب تک کہ وہ عدم تعاون کی پالیسی اور ہندوستان میں ساعی جنگ کے خلاف اپنی تحریک پر قائم رہیں. اسی پالیسی کی بناء پر صدر روزویلٹ کے نائندے مسٹر ولیم فلپس. سر تیج بہادر سپرو اور دوسرے لوگوں کو بھی مسٹر گاندھی سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی.

پربھنی کے کاشتکاروں کو (۶۰) ہزار کی امداد

(۵۵) ہزار کے تخم اور (۳۰) ہزار تقاوی کی تقسیم

سنہ ۵۵ء میں اس ضلع کی باقاعدہ پیداوار کے لئے کاشتکاروں کو دس آنے آٹھ پائی کی معافی دی گئی۔ اس رقم کی جملہ مقدار (۶۰) ہزار تھی۔ گیہوں اور چنے کے ایک لاکھ (۵۵) ہزار مالیت کے بیج کاشتکاروں میں تقسیم کئے گئے اور (۳۰) ہزار روپے بطور تقاوی دے گئے۔

مذہبی عمارتوں کی تعمیر و ترمیم کے لئے (۲۱) اجازت نامے دئے گئے ان عمارتوں میں (۴) مسلمانوں اور (۱۷) ہندوؤں کی تھیں۔ تعلقہ کلم نوری کے ریکارڈ آف رائٹس کی ترتیب کا کام مکمل کر کے اعلان کر دیا گیا۔

اس ضلع کے تعلقہ پاتھری(?) میں بیل گایوں کی چارا کے لئے سالانہ (۱۸۲۳) روپے دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح موضع موسیٹور میں سالانہ غریبوں کو کھانا کھلانے کے لئے (۲۰۳) روپے صرف کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ اسی مقصد کے لئے موضع مدپوری کو سالانہ (۲) ہزار روپے دئے جاتے ہیں۔

محکمہ وکلفنڈ(?) نے آسائش عامہ کے کاموں پر (۲۵۰۰۰) روپے صرف کئے۔ حکومت نے اس ضلع کے تحتانی مدرسوں کی عمارتوں کی تعمیر کے لئے (۴۵۰۰۰) روپے منظور کئے ہیں۔

ضلع پربھنی میں کل (۳۴۰) مدرسے ہیں جن میں (۱۸) ہزار لڑکے اور دو ہزار لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں۔ لڑکیوں کے مدرسوں کی جملہ تعداد (۲۳) ہے۔ تعلیم بالغان کے دو اور پست اقوام کے چھ مدرسے سنہ ۵۵ء میں قائم کئے گئے۔

ملیریا کے انسداد کے لئے (۱۱) موضعوں میں ڈی ڈی ٹی(?) تدابیر اختیار کی گئیں۔ اور چیچک کے (۳۶) ہزار ٹیکے دئے گئے انسداد ہیضہ کے (۱۰) ہزار ٹیکے لگائے گئے۔ ضلع کے تین جذام کے دواخانوں میں (۱۳۰۴) جذامیوں کا علاج کیا گیا۔ مستقر ضلع کے شفاخانہ میں ایک لاکھ (۱۰) ہزار باہر کے مریضوں کا علاج کیا گیا اور (۲۰۰۰) بیماروں کا دواخانہ میں رکھ کر علاج ہوا۔ (۳) ہزار آپریشن کئے گئے۔ ایک زچگی خانہ بھی قائم کیا گیا جس میں چھ بستر ہیں یونانی دواخانہ میں (۳۰) ہزار مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ضلع میں محکمہ تعمیرات کی سڑکوں کی کل لمبائی (۲۰۰) میل ہے جن پر حکومت کے (۱۰) لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ان سڑکوں کی ترمیم پر سالانہ (۵۲) ہزار روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ اس ضلع کی (۲۰) لاکھ کی مالیت کی سرکاری عمارتوں کی دیکھ بھال اور ترمیم کا کام بھی محکمہ تعمیرات ہی کے ذمہ ہے۔

پورنا ندی کو روک کر تالاب بنانے کی اسکیم بھی حکومت کے زیر غور ہے اگر یہ اسکیم منظور ہو کر مکمل ہو جائے تو دو لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین پر آب پاشی کی جا سکے گی۔

سررشتہ علاج حیوانات نے تعلقوں کی مستقر پر (۱۳) ہزار جانوروں کا علاج کیا اور (۱۵) ہزار جانوروں کو ٹیکے دئے۔ اس کے علاوہ اس سررشتہ کے دورہ کرنے والے عہدہ داروں نے (۲۱) ہزار جانوروں کا علاج کیا، اور (۱۱) ہزار کو ٹیکے دئے۔ اودگیر(?) کی جاترا کے سلسلہ میں جانوروں کی نمائش بھی کی گئی۔

ضلع کے چھ موضعوں میں تنظیم دیہی کا کام شروع کیا گیا ہے۔ پربھنی کا محکمہ زراعت مزروعہ پھلوں کی بہتر پیداوار پر خاص توجہ دے رہا ہے اور اس کی وجہ سے کاشتکاروں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔

ضلع میں امداد باہمی کے دو بینک ہیں، ایک پربھنی میں اور دوسرا ہنگولی میں۔ پربھنی بینک کے تحت امداد باہمی کی (۱۹۰) زرعی انجمنیں ہیں اور ہنگولی بینک کے تحت (۹۹)۔ ضلع پربھنی میں کپاس کی بہتر قسمیں (۲) لاکھ کے ایکڑ پر کاشت کی جاتی ہیں اس کاشت کی وجہ سے کاشتکاروں کو فی ایکڑ (۱۰) روپے کا فائدہ ہو رہا ہے۔

حیدرآباد میں مچھلیوں کی افزائش اور متعلقہ صنعتوں کی ترویج

محکمہ تحقیقات کی کوشش اور تجربے

مچھلیوں کی افزائش اور پرورش پر خاص توجہ دینے کے علاوہ محکمہ اس کی بھی کوشش کر رہا ہے کہ سوکھی مچھلیوں کو باہر بھیجنے کے لئے صحیح طریقہ کار معلوم کرے۔ مچھلیوں اور جھینگوں کو ڈبوں میں بند کرنے اور بڑے پیمانے پر مچھلیوں کا تیل نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سیپیوں سے سیپیوں کے بٹن بھی عنقریب تیار کئے جائیں گے اس کے علاوہ محکمہ تحقیقات ملیریا اور نارو کی بیماریوں کو مچھلیوں کے استعمال سے روکنے کے لئے محکمہ طبابت و صحت عامہ کو مدد اور مشورہ بھی دے رہا ہے۔ نارو کے لئے چند مقامی مچھلیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

اس وقت تک بیدر، اطراف بیدر، میدک، نظام آباد، نلگنڈہ، محبوب نگر اور ورنگل کا ابتدائی سروے ہو چکا ہے۔ اور اب تک جملہ (۲۰۰) قسم کی مچھلیاں جمع کی جا چکی ہیں۔ اور (۲۱) اقسام کا تجربہ کیا جا چکا ہے جس سے مختلف مچھلیوں کی غذائی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ سنگی اور مرل(?) اب تک نہایت مقوی اور فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں۔

افزائش اور پرورش کے لحاظ سے مرل، بھول مرل، دو مونگی، دو اقسام کتلا، سنگی اور مرل(?) نہایت عام ہیں اور ان کی افزائش آسانی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ نظام آباد میں اس کو فروغ دیا جائے تاکہ غریب کسانوں کو ایک اچھی غذا آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکے۔

ماہی گیروں کی حالت کو سدھارنے، ان کو مچھلی پکڑنے کے نئے طریقے بتانے اور دوسری آسانیاں فراہم کرنے کے لئے کئی انجمنیں امداد باہمی کے اصول پر بنائی گئی ہیں۔ جن میں بعض کی انجمن کے دو سو سے زیادہ اراکین ہو چکے ہیں اور اس انجمن کو صرف خاص مبارک کے چھ تالاب پانچ سال تک پٹہ پر حاصل کر کے دئے گئے ہیں اور کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے۔

مچھلیوں کی پرورش اور افزائش میں استعمال کے لئے بچوں کی فراہمی کے لئے مچھلستان … عنقریب قائم کئے جانے کی تجویز ہے۔ جہاں نہ صرف مقامی بلکہ بیرون ملک سے عمدہ قسم کی مچھلیاں حاصل کر کے رکھی جائیں گی اور ان کی افزائش ہونے کے بعد بچے فروخت کئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ گورامی(?) مچھلی ملایا سے حاصل کی جائے گی۔ یہ مچھلی میٹھے پانی کی مچھلیوں میں بہت مزیدار ہے اور اس کی افزائش بھی نہایت آسان ہے۔ … میں دوسری قسم کی مچھلی ہے جس کی تالابوں میں پرورش کی جا سکتی ہے یہ بھی مدراس سے منگوا کر خواہش مندوں کو فراہم کی جائیں گی۔ … سے تالابوں اور ندیوں … کے لئے جو عمدہ قسم کی مچھلیوں کے بچے بنگال اور مدراس سے منگوا کر چھوڑے جا رہے ہیں تاکہ اچھی قسم کی مچھلیاں جو اب تک یہاں دستیاب نہیں ہوئیں کثیر تعداد میں ملنے لگیں۔

علاوہ مچھلیوں کی افزائش اور پرورش کے مچھلیاں سکھانے کے طریقے بھی زیر غور ہیں جن سے مچھلی دور دراز مقامات سے آ سکے۔ جھینگے بھی سکھا کر ایک جگہ سے دوسری بھیجے جا سکتے ہیں۔ مچھلیوں کے جسم اور جگر کے تیل تیار کئے گئے ہیں اور ایسی مچھلیوں کی تلاش جاری ہے جن سے تجارتی اصول پر تیل تیار کئے جا سکیں۔ سیپیوں سے خوبصورت بٹن تیار کئے جا سکتے ہیں۔ تجربہ کامیاب ہو چکا ہے۔ اس کام کے لئے مشین جو نہایت کم قیمت میں تیار ہو سکے عنقریب حیدرآباد میں بنائی جائیں گی اور اس طرح ایک بیکار چیز کو کارآمد بنا دیا جائے گا۔ مچھلی کی کھاد، چھوٹی اور بیکار مچھلیوں سے مرغیوں اور دوسرے جانوروں کے لئے سفوف بھی تیار کیا جا چکا ہے ان کو تجارتی اصول پر تیار کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔

ملیریا اور نارو کے انسداد کے لئے بھی کئی قسم کی مچھلیاں فراہم کی گئی ہیں۔ جن میں سے تقریباً چندہ قسم کی مقامی اور دو بیرونی ہیں۔ ملیریا کے انسداد کے لئے گمبوسیا مچھلی نہایت کارآمد ہے جو کہ انسداد ملیریا کے لئے منگوائی گئی ہے اور حیدرآباد کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوئی ہے۔ دوسری مقامی مچھلیوں پر تجربہ کیا جا رہا ہے اور محکمہ طبابت و صحت عامہ کے تعاون سے کام بڑے پیمانہ پر شروع کیا جائے گا۔ نارو کے انسداد کے لئے بھی مچھلیوں پر تجربہ کامیابی کے ساتھ کیا جا چکا ہے جو مرہٹواڑی کے اضلاع میں شروع کیا جائے گا۔

حیدرآباد کے سیاسی و معاشی حقوق کا تحفظ

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

کے خلاف مقدمات دائر ہو سکیں۔

(۱۵) مسٹر ویگیلنڈ کسیل اینڈ کمپنی لمیٹڈ سے ذریعہ جس نے سکندرآباد کو برقی روشنی فراہم کرنے کا جو معاہدہ کیا ہے اس کی سکندرآباد کے سیول علاقے کے مجوزہ استرداد کے نقطہ نظر سے تنقیح

(۱۶) باہم دگر تبادل عمل کے تحت برطانوی اقتدار کے ماتحت علاقوں کی عدالتوں اور ریاستی عدالتوں کی دستاویزوں کی نقول کو تسلیم کرنے کا مسئلہ۔

(۱۷) قانون دیدامکیل نیز برطانوی نظم و نسق کے ماتحت علاقوں سے اس کے تعلق کی تنقیح، تجارتی نشانات ۱۹۰۵ء کے مندرجات اور قبضہ جات زیر انتظام کے معاملات آبکاری اور مالیاتی اختیار سماعت کے سلسلے میں ریاست سرکار عالی کی آئینی حیثیت کی روشنی میں۔

(۱۸) حکومت ہند کے محکمہ تعمیرات سیول ہوا بازی اور ریاست کے خانگی اجماعیا افراد کے درمیان بات مراسلت کا ضابطہ کار، ریاست کے محکمہ ہوابازی کا توسط اختیار کرنے کے نقطہ نظر سے۔

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی اعلیٰحضرت بندگان عالی اور حکومت سرکار عالی کا طرز عمل یہ رہا کہ ایک طرف تو ایوان دستور ساز میں شرکت نہ کی جائے، لیکن دوسری طرف ایوان کی مقرر کردہ کمیٹیوں سے زیادہ سے زیادہ تعاون عمل برتا جائے۔ اسی طرح مجلس وزراء میں بھی اس ریاست کی رکنیت برقرار رکھی گئی۔ صدر اعظم سرکار عالی نے ان خاص کمیٹیوں میں شرکت کرنے اور صداقی فرائض انجام دینے کے علاوہ جو محصول آمدنی کے مسئلے پر غور کرنے اور آئین کے مسولدہ نامجات کی تشریح کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھیں مجلس وزراء میں بھی حصہ لیا جس کی

امور داخلہ

اس صیغے نے اس سال دستوری نقطہ نظر سے نیز اعلیٰحضرت بندگانعالی کے فرمان مبارک مصدرہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ کی متابعت میں مجالس بلدیہ و اضلاع، بلدیات اضلاع، لوکل بورڈوں، پنچایت، اختیارات محدود سمت، اور احکام قرضہ مقامی کے آئین کے مسودات جیسے کام زیادہ تر انجام دیا۔ علاوہ ازیں صیغہ امور داخلہ نے ضلع کانفرنسوں اور آئینی مشاورتی مجلسوں سے متعلقہ قواعد بھی ترتیب دئے۔ سال کے اواخر میں مشیر قانونی کو اسپیشل ڈیوٹی پر مامور کیا گیا تھا تاکہ آئین و قواعد کی قانونی جانچ کا کام تیزی سے تکمیل پائے۔ صیغہ امور دستوری اور محکمہ متعلقہ شعبہ مقامی حکومت کے آئین کی صورت میں لکھے مالگزاری نیز محکمہ صیغہ امور دستوری اور مشیر قانونی کے مابین مشاورت کے ذریعے

ہے شکل یا اختلافی امور کا تصفیہ عجلت سے ہو تا گیا۔

اس طریقہ پر عمل کرنے کی وجہ سے ضلع کانفرنسوں سے متعلقہ قواعد و ہدایات نے بعد قطعی شکل اختیار کرلی اور انہیں منظوری کے لئے حکومت کے آگے پیش کیا گیا۔ آئینی مشاورتی مجلسوں کی نسبت نمونے کے قواعد ترتیب دئے گئے تھے تاکہ ضروری ترمیمات کے ساتھ ہر مجلس پر ان کا اطلاق ہو سکے۔ ان قواعد کو محکمہ جات سرکار کی رائے حاصل کرنے اور مشیر قانونی سے تنقیح کروانے کی غرض سے گشت کرایا گیا۔ بعد ازاں انہیں منظوری اور نفاذ کے لئے حکومت کے پاس پیش کیا گیا۔ حسب ذیل قواعد اور آئین بھی جو دفتر اصلاحات میں ترتیب دئے گئے تھے یہاں تکمیل پائے۔

(۱) آئین مجلس مقننہ۔
(۲) قواعد مجلس مقننہ حیدرآباد۔
(۳) احکام قائمہ مجلس مقننہ حیدرآباد۔
(۴) ناجائز عمال اور انتخابی عرضیوں سے متعلق قواعد
(۵) قانون جرائم و تحقیقات انتخاب
(۶) قواعد الاؤنس اراکین مجلس مقننہ
(۷) قواعد کتب خانہ
(۸) قواعد [illegible] مجلس مقننہ

سوم۔ نہ ہماری ضروریات کی تکمیل میں مدد تصور کی جا سکتی ہیں۔ اور ہم ہیں کہ آگے ہی تنگ سے بھی محروم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

حیدرآباد ہمیشہ اوسطاً پانچ لاکھ چھ ہزار روپے چاول درآمد کرتا رہا ہے۔ گزشتہ سال ہندوستان بھر کی ضروریات کے مدنظر اس میں تقریباً نصف پر تخفیف کے اسباب پیدا ہوئے لیکن امداد ہی سے تو اس امید کہ بھی ترک کرنے پر مجبور ہوتے ہیں مدراس سے تو ہم قطعاً محروم کر دئے گئے۔ صرف مدراس بلکہ ابتدائی چھ مہینوں میں ہم نے (۴۳۴۹۰۰۶) روپے جوار اور (۱۰۱۵۰۰) روپے باجرہ بھی کارپوریشن کے قیام سے پہلے ہی باہر بھیجدیا ہے اس کے مقابلے میں ان چھ مہینوں میں — چاول (۱۰۳۵۰۲۱) روپے درآمد کیا ہے جو ہمارے گزشتہ سال کی ششماہی کا ایک تہائی حصہ بھی نہیں ہے۔ اور گیہوں (۲۵۲۰۰) روپے درآمد ہوا ہے۔ جو گزشتہ ششماہی کی درآمد تم مقدار اوسط سے نصف سے گرا ہوا ہے۔ ہم (۱۵۰۹۶۱) روپے مقابلہ ششماہی سال گزشتہ تقریباً ۵/۱ حصہ لائے ہیں مختصر یہ کہ ادھر برآمد میں لاکھوں روپے کی کمی نظر آتی ہے اور ادھر بعض اضلاع میں قحط اور چند میں کمیابی سطح ہے۔ جیسی سالہ اعداد کو سامنے رکھنے پر یہ بالکل خیال ہو جاتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ چاول گیہوں جتنی مقدار میں منگانا چاہیے۔ اس کے لگ بھگ مقدار جوار باجرہ بھیج سکتے ہیں جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر درآمد کم ہو جائے تو مقررہ برآمد غیر منصفانہ حرکت ہوگی۔

حق بجانب ہونا چاہیے اگر ان اعداد کو پیش کر کے شکایت کی جائے کہ ہماری ضروریات پر مہربان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰) پر

چند حیرت انگیز اور افسوسناک حقائق

حیدرآباد، [illegible]۔ مسٹر مرزا مقصود احمد خاں نے حسب ذیل بیان جاری کیا ہے۔

اجناس دال و دیگر کی برآمد وہ سالانہ کا اوسط ۵ لاکھ پانچ ہزار چھ سو روپے ہے۔ گزشتہ سال ۱۳۵۵ف کے بارہ مہینوں میں صرف (۳۹۳۳۹۱۳۴) روپے برآمد ہوئے تھے کہ غریبا دال کی گرانی سے چیخ اٹھے اور سوکھی روٹی کھانے کی نوبت آ گئی۔

امسال ان اجناس کے (۵۲۵۹۰۵) روپے ختم اردی بہشت ۱۳۵۶ف تک برآمد کئے جا چکے ہیں جن کا سالانہ اوسط سے (۲۰) ہزار روپے اور گزشتہ پورے سال سے تقریباً ساٹھ ہزار روپے زائد ہے اور وہ بھی صرف چھ ماہ میں۔

برآمد کی سرکاری پابندیوں اور سال کی خاطر خواہ پیداوار سے امید بندھی تھی کہ دالیں سستی دستیاب ہو سکیں گی۔ لیکن مندرجہ صدر اعداد برآمد سے بڑھتی گرانی کی طرف جھکا رہی ہیں۔

اوائل سال ۱۳۵۶ف میں مونگ کی برآمد کو گوارا کیا گیا کہ یہ جنس دیرپا نہیں۔ مونگ اور ذخیرہ ہو جانے پر اعتراض نہ ہوا کہ یہاں اس کا استعمال عام نہیں ہے لیکن تورہ جو ملک کی عام غذا ہے اس کو اپنا ملک کے لئے محفوظ کرنے پر ہمیشہ میں نے اصرار کیا۔ اور پرائس کنٹرول کمیٹی کا رجحان بھی اس میں نمایاں طور پر میرے ساتھ رہا۔

گزشتہ سال دالیں حسب زیادہ برآمد کے باعث مہنگی ہو گئیں تو شہر حیدرآباد نے گوشت و ترکاری کو نعم البدل بنایا کہ ان کی قیمتیں دالوں سے کم تھیں۔ بعض دیہاتی آبادی نے چٹنی اور سوکھی روٹی پر صبر کیا۔ لیکن اب گوشت ترکاری شمالی کے دام مل رہی ہیں۔ اور دالیں وہ قیمت پکڑ گئیں جن تک ہاتھ پہنچنے کے لئے قسمت درکار ہو۔ ان ہی مہینوں کے ظہور پر میں نے محکمہ غذا کو حال ہی میں توجہ دلائی۔ جس کا جواب تو مجھ کو اب تک نہ ملا البتہ برآمد کی روک کے اجازت نامہ جاری ہونے کا علم ضرور ہوا ہے۔ اور اس خبر کو پابند کرنے کے لئے بازاری بھاؤ کی زیادتی کا ایک سبب موجود ہے۔

موجودہ گرانی اور اعداد برآمد کیسے طور پر اہل ملک کے لئے تنبیہ اور حکومت کے لئے اشارہ ہیں کہ جنہے بہت کافی برآمد کر دیا ہے اور تورہ بالکل برآمد ہونی چاہئے۔

مجھے برآمد اجناس پر اعتراض نہیں اصول ہے ——— جو اجناس ہمارے یہاں ضرورت سے درآمد ہوتے ہیں مثلاً چاول، گیہوں، چنا، شکر، گڑ۔ اس سال جو ہیں مقدار قلیل مقدار میں درآمد ہوتی ہیں جو باجرہ بالا پر یا فرو دال سستی ہیں

ریاست جے پور اور اُردو

از

جناب مولوی عبدالحق صاحب

ریاست جے پور راجپوتانہ کی سب سے بڑی ریاست ہے مغل دورِ حکومت کی ایک یادگار ہونے کے علاوہ جے پور میں مغل دربار کے رسوم و لوازم کے ساتھ ساتھ شاندار راجپوتی روایات کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ درباری رسوم، زبان، لباس اور تمدن کے دیگر مظاہر میں جے پور ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ جہاں تک فارسی اور اس کے بعد اُردو زبان کا تعلق ہے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ جے پور ہی وہ مقام ہے جہاں سے اُردو زبان پورے راجپوتانے میں پھیلی اور یہاں تک پھیلی کہ اس نے عام طور پر مادری و قومی زبان کا مرتبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ اُنیسویں صدی کے آخری دنوں میں برطانوی ہند کی فضا میں فرقہ پرستی پیدا ہو چکی تھی لیکن ریاست جے پور کے دانشمند اور قوم پرور فرمانرواؤں نے نہایت احتیاط کے ساتھ جے پور کی برطانوی ہند کی زہریلی اور فرقہ پرست ہواؤں سے حفاظت کی اور ہمیشہ اس کا خیال رکھا کہ جو زہر برطانوی ہند میں پھیل رہا ہے اس کے اثرات سے جے پور دربار اور جے پور کی رعایا محفوظ رہے۔ اسی میں ریاست کی فلاح اور رعایا کی بھلائی کا راز پنہاں تھا۔

برطانوی ہند سے جو زہر آہستہ آہستہ دیاستوں کی دنیا خصوصاً جے پور کی طرف بڑھ رہا تھا، ان میں ایک "اُردو ہندی کا جھگڑا" بھی تھا۔ برطانوی ہند میں یہ تفرقہ دراصل سے شروع ہوا تھا جہاں سب سے پہلے کمپنی کو حاکمانہ حیثیت حاصل ہوئی تھی یعنی سرزمین بنگال و بہار غالباً اس کے علاوہ اور کہیں تنگ نظری کی ابتدا نہ ہوئی تھی، فارسی سرکاری و دفتری زبان کی حیثیت سے رخصت ہو رہی تھی اور اس کی جگہ اُردو لے رہی تھی، صوبہ واری زبانوں کو اپنے اپنے صوبے میں دفتری حیثیت دی جا رہی تھی۔ لیکن ایک کل ہند زبان کی حیثیت سے اُردو کو تقریباً قبول کر لیا گیا تھا۔

اس زہر سے جو برطانوی ہند میں اس تیزی کے ساتھ پھیلایا جا رہا تھا، ریاستوں کو محفوظ رکھنا آسان کام نہ تھا۔ یہ صرف مہاراجہ رام سنگھ بیکنٹھ باشی کا کمال تدبر تھا جس نے بہت دنوں تک راجپوتانہ کی اس بڑی ریاست کو بچائے رکھا۔ اُن کی آنکھیں اسی وقت اس فتنے کو دیکھ رہی تھیں جو بعد کو ایک طوفان بن کر سرزمین ہند میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے صدیوں کے اتحاد کو بہا لے گیا اور آج زبان اُردو کی واحد یادگار کے سوا شاید کوئی دوسری چیز صدیوں کے بھائی چارے کی یادگار باقی نہیں رہی ہے۔

جے پور میں بھی تمام ہندوستان کی طرح فارسی زبان دفتروں میں رائج تھی [illegible] میں مہاراجہ رام سنگھ بیکنٹھ باشی نے ریاست کی تنظیم جدید فرمائی۔ نئے محکموں کی پیمائش ہوئی، بندوبست اراضی کا انتظام ہوا اور نظامتیں اور تحصیلیں قائم کی گئیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ بندوبست اراضی کا جدید طریقہ پہلی مرتبہ جے پور میں جاری ہوا۔ اس وقت عہدہ داران ریاست کو اس کا بھی موقع ملا کہ ریاست کی عام زبان سے متعلق اندازہ لگائیں۔

حکومت نے جب اس امر کا صحیح اندازہ لگا لیا کہ ریاست بھر بلکہ ملک بھر میں جو زبان آسانی سے سمجھی اور بولی جا سکتی ہے وہ اُردو زبان ہے تو فارسی کی بجائے اُردو کو دفتری و سرکاری زبان قرار دیا۔

اس جگہ ایک حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ملک میں اس وقت بھی زیادہ تعداد راجستھانی بولنے والوں کی تھی، اور مہاراجہ رام سنگھ بیکنٹھ باشی کے لیے کوئی امر مانع نہ تھا کہ راجستھانی یا ہندی کو جس کا تفرقہ برطانوی ہند میں پیدا ہو چکا تھا، سرکاری اغراض کے لیے پسند فرماتے۔ لیکن اس وقت مہاراجہ مرحوم کے نزدیک دو امور قابل غور تھے۔ اول یہ کہ آسانی کے ساتھ کام کس زبان میں ہو سکتا ہے؟ اور عام طور پر سارے علاقے میں کونسی زبان سمجھی جاتی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس معیار پر آج بھی جے پور میں اُردو کے سوا کوئی زبان نہیں ٹھہر سکتی۔ دوسرا اصول ملک کے عام اتحاد کا تھا، انہیں معلوم تھا کہ برطانوی ہند میں ہندی کو اُردو کے مقابلے میں کھڑا کرنے والے ہندی کے بھی خواہ نہیں بلکہ صدیوں کے ہندوستانی اتحاد کے مخالف ہیں اور اس تحریک کا نتیجہ باہمی نفاق و شقاق کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

غرض ان دو چیزوں کو سامنے رکھ کر اُردو کو سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ اور [illegible] میں ایک مدرسہ اُردو فارسی کی تعلیم کے لیے سرکاری انتظام سے کھولا گیا۔ یہ مدرسہ بعد میں ترقی کر کے کالج ہو گیا۔

[illegible] کے لگ بھگ دلی ویران ہو گئی، خواجہ راقم، حضرت شگفتہ، مرزا آل اور جناب انور جیسے شعراء اور ادبا کو جے پور دربار اور جے پور کے درباریوں نے پناہ اور اعزاز بخشا تاکہ اُردو ریاست میں پھولتی پھلتی رہے۔

[illegible] سے حامیانِ ہندی نے ریاست جے پور میں اُردو کے خلاف کام شروع کیا، اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اس سلسلے میں کام کر رہے تھے وہ جے پور کے حقیقی باشندے نہیں بلکہ وہ لوگ تھے جو برطانوی ہند سے فرقہ وارانہ ذہنیت لے کر جے پور آئے تھے اور محض ملازمت کی وجہ سے یہاں رہ پڑے تھے۔

[illegible] میں ریاست کی طرف سے ایک حکم جاری ہوا جس کا مفہوم یہ تھا۔

"عدالتوں میں اُردو بہت سادہ اور سلیس لکھی جائے۔ عربی، فارسی اور انگریزی کے نامانوس الفاظ بالکل نہ لکھے جاویں۔"

اس حکم کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام طور پر جے پور کی عدالتوں اور دوسرے دفاتر میں زبان کی سلامت اور صفائی پر خاص توجہ کی جانے لگی، اور ہر شہر میں شعرا و ادبا کی چہل پہل اور ادھر دربار کی طرف سے عدالتی زبان کی شستگی کا اہتمام، جے پور چھوٹی دلی بن گیا اور اسی وجہ سے آج تک شہر جے پور کو "چھوٹی دلی" کہا جاتا ہے۔

مخالف اُردو کوششیں

اتحاد کے دشمنوں کی برابر کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح اُردو کو جے پور سے جلاوطن کر دیا جائے۔ ایک موقع پر جب کہ مہاراجہ انگلستان جا رہے تھے تو بمبئی میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا اور درخواست کی گئی کہ اُردو کی بجائے دیوناگری حروف ریاست میں جاری کر دیئے جائیں۔ اسی طرح دوسرے موقع پر جب کہ مہاراجہ آنجہانی موجودہ مہاراجہ جے پور کو گود لینے کی تقریب منا رہے تھے، اس مقصد کے لیے درخواست پیش کی گئی لیکن مہاراجہ

سوائی مادھو سنگھ کی زندگی تک ان کے تدبر و دانش مندی نے ان فرقہ پرستوں کی ایک نہ چلنے دی۔

۱۹۲۲ء میں جب کہ مہاراجا سوائی مادھو سنگھ کا انتقال ہو چکا تھا اور اقتدار ایک کونسل آف ایجنسی کے ہاتھوں میں تھا جے پور میں ایک ہندی پرچارنی سبھا قائم کی گئی۔ اس سبھا کے صدر ٹھاکر گیان سنگھ بی۔ اے جے پور چیف کورٹ کے ممبر تھے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو فرقہ پرستی کے عناصر برطانوی ہند سے لائے تھے اور اہل جے پور سے انھیں کوئی ہمدردی نہ تھی۔

۱۹۲۱ء کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ کا وہ درخشاں عہد ہے جب کہ پورے ملک میں ہندو مسلم اتحاد کا دور دورہ تھا اور فرقہ پرست حضرات کے لئے سر چھپانے کی اگر کوئی جگہ ہو سکتی تھی تو ریاستیں۔ چنانچہ اسی زمانے میں ریاست جے پور میں "ہندی اردو" کے قضیے نے زور پکڑا۔ حکومت جے پور کے بعض تنگ دل اور فرقہ پرست عہدہ داروں نے جائز و ناجائز طریقوں سے جبراً ہندی تحریر کے اجرا کی سعی شروع کی۔

۲۷ اپریل ۱۹۲۲ء کو محکمہ خبر جے پور سے ایک کیفیت کونسل کو بھیجی گئی جس میں درخواست کی گئی کہ سرکاری دفاتر سے جب کوئی تحریر محکمہ خبر کو بھیجی جائے تو اسے ہندی میں ہونا چاہئے۔ اس کیفیت کا جواب کونسل نے یہ دیا۔

"تحریرات ہندی و اردو میں کوئی تفریق نہیں ہے راج کو ہندی تحریرات بھیجنے کا اختیار ہے اور دیگر محکمہ جات سے جو تحریرات ہندی و اردو میں آئیں وہ واپس نہ کیا کرے۔ (مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۲ء)"

یہ تاریخ جے پور میں پہلا سانحہ تھا کہ ہندی کو اردو کے ہم پلہ قرار دیا گیا اور دفاتر سرکاری میں بھی اس کی سرکاری حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ ورنہ اب تک بجز محکمہ حساب کے ہندی جہاں کہیں ہندی حروف سرکاری طور پر مستعمل نہ تھے۔

اس کے بعد مسٹر آر۔ آر۔ گلانسی محکمہ خاص کے پریذیڈنٹ کے سامنے اردو حروف کے متعلق سوال آیا۔ لیکن وہاں سے یہ جواب دیا گیا کہ فرمان روائے جے پور کے ایام نابالغی میں اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔

ریذیڈنٹ جے پور کے سامنے بھی یہ مسئلہ بڑی سرگرمی کے ساتھ پیش کیا گیا مگر ریذیڈنٹ نے بھی مندرجہ بالا جواب دے کر ٹال دیا۔

بالآخر ۱۹۲۸ء میں ہندی حروف کے استعمال کی باضابطہ اجازت دی گئی اب منظم سلسلہ کوشش اردو کے صفایا کر دینے کی ہونے لگی۔ وہ حکام ریاست جو ہندی تحریک کے اثرات سے متاثر تھے اس میں نمایاں حصہ لینے لگے۔ (باقی)

آنکھ مچولی۔ شاہی ہوائی بیڑہ کا طریقہ جنگ

ایک "ہریکین" طیارہ کے ہوا باز، انگریز وارنٹ آفیسر اور ایک جاپانی شکاری طیارے کے ہوا باز کے درمیان آنکھ مچولی کی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جاپانی طیارہ درختوں کے ایک جھنڈ میں گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

"ہریکین" طیارہ نے دشمن کے پانچ شکاری طیاروں کے دستے کی طرف بیس ہزار فٹ کی بلندی سے جست کی تھی اور اس موقع پر دو جاپانی طیارے اس کے پیچھے ہوئے تھے۔ چونکہ ہوا باز کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ ہدف پر مؤثر ضرب نہیں لگائی جا سکتی تھی اس لئے وہ پھر ایک دم اوپر اٹھ گیا اور دوسری مرتبہ حملہ کرنے ہی والا تھا کہ ایک دوسرے "ہریکین" طیارے کے ہوا باز نے اسے خبر دی کہ دشمن کے دو طیارے اس کے پیچھے ہیں۔

اپنے طیارہ کا پہلو بدل کر وہ اسے بالکل زمین کے قریب لے آیا۔ دشمن کے دونوں طیارے برابر اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ نیچا اڑتا رہا اور پھر ایک دم ایک چھوٹی پہاڑی کے اوپر اس خیال سے پہنچ گیا کہ دشمن کا ایک طیارہ جو اس پر گولی چلا رہا تھا یہاں اڑ کر آ جائے گا۔

چنانچہ یہی ہوا اس لئے کہ اگرچہ خود اس کا طیارہ ایک درخت سے چھو کر گزرا مگر کوئی نقصان نہیں ہوا البتہ ایک جاپانی طیارہ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی کہیں درختوں میں بری گت بنی۔

"ہریکین" طیارہ کو صرف اتنا ضرر پہنچا کہ ایک گولی اس کے ہوائی انجن سے ہو کر گزر گئی۔

چند حیرت انگیز اور افسوسناک حقائق

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵))

نہیں دیا جاتا یا گرانی کے بار کو کم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی جو درآمد کی کمی اور ہماری مجبوریوں سے پیدا ہو گئی۔ اور نہ ملک کے وہ ذخائر موجودہ جو کاشتکاروں کے ہاتھوں سے سستے داموں نکل کر بیوپاری ہاتھوں میں گئے ان کو ہم تک واجبی قیمتوں پر پہنچانے کا انتظام ہوتا ہے اور نہ بیرونی ممالک کے اجناس کے حصول سے ملک کے ضروریات کو پورا کرنے کا خاطر خواہ بندوبست نظر آتا ہے۔ سرکار کو اب ان امور پر فوری اور حقیقی توجہ اور قوت صرف کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ماہرین اور واقفکار اصحاب کی امداد سے حکومت حالات اور موجودہ اسٹاک کی جانچ پڑتال کے بعد اپنی ایک پالیسی متعین کرے اور حصول مقصد کے لئے عملی قدم تیزی سے اٹھائے۔ (ا۔پ)

محمد ... پرنٹر پبلشر نے ... میں طبع کرا کر باہتمام سید حسن ... دفتر حکمت سے شائع ہو۔